بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 17 /جولائی 2013ء بمطابق 07/رمضان المبارک 1434ھ بروز بدھ بوقت شام 06بجکر10منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر میر جان محمد خان جمالی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

﴿ پارہ نمبر ۲۸ سورۃ المنافقون آیات نمبر ۹ تا ۱۱ ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! غافل نہ کردے تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں۔ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ آ پہنچے تُم میں کسی کو موت، تب کہے اے رَبّ! کیوں ڈِھیل نہ دی تُو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ مَیں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں۔ اور ہرگز ڈِھیل نہ دے گا اللہ کسی کو جب آ پہنچا اُسکا وعدہ اور اللہ کوخبر ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ Panel of Chairmen اِس requisitioned اجلاس کیلئے۔

چیئرمینوں کا پینل

1۔ شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب۔

2۔ انجینئر زمرک خان صاحب۔

3۔ جناب طاہر محمود خان صاحب۔

اَب مَیں غلام دستگیر بادینی صاحب! آپکو دعوت دیتا ہوں کہ آپ رُکن اسمبلی کی حیثیت سے حلف لیں۔

(اِس مرحلہ پر نومنتخب رکن غلام دستگیر بادینی نے حلف اُٹھایا)

جناب اسپیکر: غلام دستگیر بادینی صاحب! آپکو بہت بہت مبارک ہو۔اب آپ رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔

(اِس مرحلہ پر غلام دستگیر بادینی نے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائے)

جناب اسپیکر: عاصم کرد صاحب! آپکی افطار پارٹی کی سب کو اطلاع ہو جائیگی آپ بے فکر رہیں۔ وہ کل کا ہے انشاءاللہ الیکشن کے بعد، آپ میزبان ہونگے سارے ایوان کے۔ اور آپ نیکی کمائیں گے، سب کو افطار کرا کے۔ gunmen، guards اور عملہ، سب کو۔ سیّد رضا صاحب! مولانا واسع صاحب! آپ اور رضا صاحب نے مجھ سے پہلے کہا تھا کہ کل کوئٹہ میں جو واقعات رُونما ہوئے ہیں۔ مرحومین کی اَرواح کے ایصالِ ثواب کیلئے دُعائے مغفرت کرانا چاہتے ہیں۔ جی سیّد محمد رضا صاحب! پھر مولانا واسع صاحب۔

سیّد محمد رضا: کل کے بم دھماکے میں تقریباً پینتیس قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ بدترین دہشتگردی کا واقعہ تھا وہ۔ اُس سے اگلے دن توغی روڈ پر ایک معصوم اور غریب پنکچر لگانے والے کو انتہائی بیدَردی سے مار ڈالا گیا۔ تاثر یہ دینے کی کوشش کی گئی کہ شاید reaction ہے، پھر سعید روڈ پر دودھ اور مکھن بیچنے والے کو انتہائی بیدَردی سے مارا گیا۔ پھر پرسوں مسجد روڈ پر ایک انتہائی افسوسناک واقعہ پیش آیا جسمیں چار تاجر برادری سے تعلق رکھنے والے جو کہ سارے کے سارے ہزارہ تھے، اہلِ تشیع سے تعلق رکھنے والے ہیں، اُنکو target killing کے ذریعے شہید کیا گیا۔ پھر چند گھنٹے نہیں گزرے تھے کہ خدائیداد چوک پر ایک اور اندوہناک واقعہ پیش آیا۔ وہاں پشتون area میں گھس کے کسی نے۔ اور ظاہر ہے وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ نامعلوم افراد ہی ہیں۔ تو تین دکانداروں کو انتہائی بیدَردی سے مار ڈالا گیا، اُنکو شہید کیا گیا۔ اُن سب کیلئے پہلے تو دُعا کرتے ہیں۔ لیکن ایک بات مَیں کہتا چلوں کہ

یہ سارے کے سارے انتہائی افسوسناک واقعات ہیں۔انکی روک تھام ہونی چاہیئے۔اور ہم اِن سب واقعات میں ضائع ہونے والے اور شہید ہونے والے جتنے بھی ہیں، اُنکے لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اوران سارے واقعات کی انتہائی سختی سے مذمت کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا واسع صاحب! کھڑے ہوکر سب کیلئے دُعا کریں۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کی ارواح کے ایصال ثواب کیلئے دُعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: نواب صاحب! گزارش یہ ہے کہ کچھ واقعات ہوگئے تھے، وہ CM صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں۔پہلے عاصم کرد صاحب، پھر زمرک خان صاحب، رمضان کا مہینہ تو برکتوں کا مہینہ ہے۔لیکن کچھ ایسے واقعات ہوئے ہیں جو کہ انتہائی افسوسناک ہیں۔جی عاصم کرد گیلو صاحب!

میر محمد عاصم کرد گیلو: مہربانی اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں نو منتخب ممبر غلام دستگیر بادینی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔جنہوں نے آج حلف لیا۔اسپیکر صاحب! اس خوشی کے موقع پر یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ 9 اور 10 جون کی درمیانی شب علاقہ دَشت میں ایک دَردناک واقعہ رُونما ہوا جسمیں ہماری ATF نے ایک گھر پر ہلہ بول دیا۔اور وہاں ایک محبّ وطن اور ہماری پارٹی مسلم لیگ کے کارکن کو شہید کیا گیا۔اور اُسکے بعد جونہی مجھے اس واقعہ کا پتا چلا علاقے کے لوگوں نے مجھے بتایا تو مَیں نے ڈاکٹر صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی، وہ نہیں ملے اور اُنکے پرنسپل سیکرٹری جناب نسیم لہڑی صاحب ملے۔تو مَیں نے وہ واقعہ اُنکے علم میں لایا۔اور اسکے بعد اپنے پارلیمانی لیڈر کو اطلاع دی۔اُس نے بھی ڈاکٹر صاحب سے بات کی۔کل بھی اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب سے ملے تھے۔اور اس واقعہ میں جو جمال خان شہید ہوا تھا اُسکا ہم نے بتایا کہ یہ انتہائی المناک واقعہ ہوا ہے۔اور ایک نہتے شہری کو اُسکے گھر میں، جو سورہا تھا، ماردیا گیا۔اُسکے بعد ہم آئی جی صاحب سے ملے اور اُنکے علم میں لایا۔ڈاکٹر صاحب سے ہم نے یہی کہا کہ آپ اسکی ایک جوڈیشل انکوائری کروائیں۔تو انہوں نے کہا ''کہ مَیں اِسکی جوڈیشل انکوائری کراتا ہوں''۔کیونکہ اسپیکر صاحب! ایک تو اسکو مار دیا گیا اور اسکے بعد اُس پر یہ تہمت لگائی گئی ''کہ اسکا تعلق ایک کالعدم تنظیم سے تھا یا کسی اور تنظیم سے''۔پھر اُسکے بعد ڈاکٹر صاحب کے پاس ہم گئے تھے۔تو اُنہوں نے کہا ''کہ آئی جی صاحب نے کہا ہے کہ کسی تنظیم وغیرہ کا رُکن نہیں ہے''۔تو یہ ہر ایک کو مار کر اُسکے بعد اُس پر stamp لگادیتے ہیں ''کہ کوئی تنظیم کا ہے''۔پھر بعد میں جب انکوائری ہوئی، تو ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا، کہ آئی جی صاحب نے کہا ہے ''کہ نہیں یہ تنظیم وغیرہ کا نہیں ہے''۔کوئٹہ سے ایک آدمی اغواء ہوا تھا اُسکے بارے میں ہم گئے تھے۔تو یہ کہا گیا ''کہ raid ہوا ہے۔تو اُنہوں

نے counter firing کی ہے''۔اور حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اُس طرف سے کوئی firing نہیں ہوئی ہے۔ اُسکا لائسنس یافتہ pistol اور پیسے وغیرہ جو گھر میں پڑے تھے، وہ سارے اُٹھا کر لے گئے۔ اسپیکر صاحب! اس سے پہلے بھی ایک ایسا ہی ہوا تھا۔کہ دَشت میں ATF والوں نے چھاپہ مارا۔تو مَیں آئی جی آفس گیا۔کل بھی نسیم لہڑی صاحب میرے ساتھ تھے۔مَیں نے آئی جی صاحب سے کہا''کہ آپکو جو آدمی دَرکار ہے،آپ مجھے بتادیں،اُسکا نام اور اُسکے والد کا نام آپ مجھے بتادیں۔مَیں آپکی خدمت میں اُسے پیش کرونگا۔ بیشک آپ investigation, inquiry کریں۔مگر اسکے باوجود بھی یہ جمال خان کا واقعہ پیش آیا۔ اسپیکر صاحب! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ CM سے اسمبلی فلور پر بھی کہتا ہوں کہ وہ بلوچستانی، پاکستانی تھے۔ اس طرح سے ایک غلط تاثر لوگوں میں message کردیا کہ جی! اس طرح وہ کررہے ہیں۔حالیہ الیکشن میں بھی وہ ہمارے ساتھ تھے۔ ہماری پارٹی کے پرچم تلے وہ کام کررہے تھے۔تو جناب اسپیکر! جہاں پولیس اچھے کام کرتی ہے۔آج ہمارے بولان میں ایک واقعہ ہوا۔لیویز والوں نے دو چوروں کو ماردیا۔اور ایک ہمارا لیویز سپاہی بھی شہید ہوا۔ ہم اُسکو appreciate کرتے ہیں۔اور جو غلط کام ہے، ہم اسکو اس فلور پر غلط کہتے ہیں۔مَیں ڈاکٹر صاحب سے اِس اسمبلی فلور کے توسط سے request کرتا ہوں کہ جو اس نے ایک commitment کی، اُسے پورا کریں۔اسکی جوڈیشل انکوائری ہو۔اور اس واقعہ کا پس منظر سامنے آجائے۔ کہ یہ کس کے کہنے پر ہوا، کیوں ہوا؟ اسکا result سامنے آنا چاہیئے۔

جناب اسپیکر: زمرک خان صاحب! آپ بات کریں۔

انجینئر زمرک خان: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں غلام دستگیر بادینی صاحب کو اپنی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اور اسپیکر صاحب! کوئٹہ کے حوالے سے رضا صاحب نے بات کی۔ ہم بھی اسکی مذمت کرتے ہیں جو اس طرح کے واقعات پیش آتے ہیں۔پھر رمضان شریف میں target killings اور امن وامان کے حوالے سے جو واقعات پیش آتے ہیں، انکی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔اسکے ساتھ میں قلعہ عبداللہ کی بات کروں گا، قلعہ عبداللہ میں انتظامیہ کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں ہمارے اسسٹنٹ کمشنر قلعہ عبداللہ، اُنکی تو مَیں تعریف کروں گا، عالم فراز محمد حسنی صاحب، اُس نے جب سے وہاں چارج سنبھالا ہے۔ بہت اچھے انداز میں چوروں، ڈاکوؤں کے خلاف جو آپریشن کیا ہے، ہم اُسکو داد دیتے ہیں۔لیکن آج ایک واقعہ ہوا ہے سہگی ترین میں ایک آپریشن ہوا۔ جو غلط اطلاعات کی بنیاد پر وہاں کے لوگوں کے ساتھ رات کو Forces کے ساتھ ایک مقابلہ ہوا ہے۔جسمیں دونوں اطراف سے ایک، ایک آدمی مارا گیا

ہے۔تو اس طرح کے آپریشن کی ہم مذمت کرتے ہیں۔یہ جو اطلاع دیتے ہیں، نہ کچھ برآمد ہوا، نہ کوئی اغواء کار وہاں سے پکڑا گیا۔اور لوگوں کو ناجائز طریقے سے روزوں میں تنگ کررہے ہیں۔اسکی ہم مذمت کرتے ہیں۔اور اسکا نوٹس لیا جائے۔ دوسرا واقعہ 20 دن پہلے ہرنائی میں ہوا تھا۔جسمیں ہماری پارٹی کا ایک سینئر ممبر، چیئرمین جمال شاہ کو forces نے اُٹھایا۔اُن پر جو الزام ہے BLA کی طرف سے، جو بھی ہے I don't know کہ کیا مسئلہ ہوا ہے کچھ پتا نہیں اُسکے بیٹے اور بھتیجے کو لے گئے ہیں، ہم نے ڈاکٹر عبدالمالک صاحب سے بھی ملنے کی کوشش کی۔لیکن وہ چین کے دَورے پر چلے گئے تھے۔ابھی بھی مَیں وزیراعلیٰ صاحب سے request کرتا ہوں، بلکہ پورے House کے توسط سے کہ وہ اسکا notice لیں۔وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اُنکو اُٹھایا۔مَیں تو صاف کہتا ہوں کہ FC والوں نے اُنکو اُٹھایا۔اُنکے ساتھ تُو تُو مَیں مَیں، گالی گلوچ ہوئی تھی۔80 سال اسکی عمر ہے۔اور بیس دن ہو گئے ہیں اُسکا کوئی پتا نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ہمیں پتا چل رہا ہے نہ اسکے خاندان والوں کو۔کہ اُسکو کہاں رکھا گیا ہے۔اور کس بنیاد پر؟ اور کونسا جرم اُس نے کیا ہے؟ کم از کم اس چیز کو سامنے لایا جائے۔کورٹ ہے، عدالت ہے، ہماری Judiciary ہے، اُس پر case چلایا جائے۔کہ اُسکو کیوں اُٹھایا گیا ہے؟ زیارتوال صاحب بیٹھے ہیں، اُنکو بھی اس قصہ کی اچھی طرح سے معلومات ہونگی۔کہ کیا مسئلہ ہے۔تو اس پر ہم آپ سے request کرتے ہیں کہ آپ اپنے توسط سے اِن forces کو مطلع کردیں کہ بھائی! جو ہمارے آدمی اُٹھائے گئے ہیں، اُنکو جلد سے جلد رہا کیا جائے۔شکریہ جناب!

جناب اسپیکر: thank you ابھی مَیں نواب ثناء اللہ سے کہوں گا کہ ایک دفعہ وہ اپنے نئے ایم پی اے کو مبارکباد دینے کے بعد، پھر ڈاکٹر صاحب آپ! اسے سمیٹ لیں گے۔دو تین مزید چیزیں ہیں جو آپکے نوٹس میں لے آئیں گے۔پھر وقفہ آجائیگا، ایک ماہ کا۔

نواب ثناءاللہ خان زہری (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! سب سے پہلے مَیں میر غلام دستگیر بادینی کو صوبائی اسمبلی کا ممبر منتخب ہونے پر اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے، اپنے coalition partners کی طرف سے اور ڈاکٹر صاحب کی طرف سے دِل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اور یہی اُمید رکھتا ہوں کہ جہاں سے وہ منتخب ہو کر آئے ہیں وہ انتہائی پسماندہ علاقہ ہے۔اور وہ اِس پسماندگی کو دُور کرنے کی کوشش کرینگے۔اور جس طرح عوام نے اُنکے اُوپر اعتماد کیا ہے۔اُس پر وہ پورا اُتریں گے۔اور وہاں جو لوگوں کی بنیادی ضروریات ہیں، اُنکو پوری کرنے کی کوشش کریں گے۔غلام دستگیر بادینی صاحب کا خاندان وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔اُنکے والد حاجی جمعہ خان بادینی صاحب ہمارے علاقے کے بڑے مشہور ٹرانسپورٹر اور بڑی

مشہور کاروباری شخصیت بھی ہیں۔تو مَیں سمجھتا ہوں کہ مالی لحاظ سے بھی اُنکو کوئی ایسی کمی نہیں ہے۔تو مَیں House کے توسط سے، اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے اور اپنے coalition partners کی طرف سے یہی دستگیر خان صاحب سے کہوں گا کہ آپ اپنے عوام کیلئے علاقے کے مسائل کو حل کرنے کیلئے جدوجہد کرینگے۔آپکو ایک دفعہ پھر بہت بہت مبارکباد ہو کہ آپ یہاں اسمبلی میں پہلی دفعہ آئے ہیں۔آپ نوجوان ہیں، آپ لوگوں کو اس بلوچستان کیلئے بہت کام کرنا ہے۔یہ بلوچستان آپ لوگوں کا بھی ہے۔ہم نے تو اپنا time گزار دیا ہے۔پانچ، چھ، سات دفعہ تو ہم اس اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ہیں۔تو ابھی آپکا وقت ہے، آپ نوجوان ہیں، آپ لوگوں پر سب لوگوں نے اعتماد کیا ہے۔آپ دیکھیں اس دفعہ اکثریت بلوچستان اسمبلی کی جناب اسپیکر! وہ نوجوانوں کی ہے۔مَیں سمجھتا ہوں کہ کرپشن سے پاک معاشرے کے قیام کیلئے غلام دستگیر خان صاحب یہاں محنت کریں گے۔اور جو فنڈز انکو ملیں گے، ترقیاتی، وہ صاف اور شفاف طریقے سے اپنے لوگوں میں تقسیم کریں گے اور اپنے لوگوں کی خدمت کریں گے۔تاکہ آئندہ وہ، جو چھوٹی margin سے جیتے ہیں ایک بہت بڑے margin سے جیت کر آئینگے۔انہی الفاظ کے ساتھ میں غلام دستگیر صاحب کو ایک دفعہ پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔thank you

جناب اسپیکر: جی زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): شکریہ جناب اسپیکر! مَیں سب سے پہلے آج نومنتخب رکن اسمبلی جناب دستگیر بادینی صاحب کو جنہوں نے حلف اُٹھایا، مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اپنی طرف سے، اپنے دوستوں، ساتھیوں اور پارٹی کی طرف سے۔جناب اسپیکر! آپکے توسط سے، جو واقعات کوئٹہ میں رُونما ہوئے ہیں اور کوئٹہ کے علاوہ دوستوں نے سبھی، شاہرگ، دَشت اور دیگر واقعات کے حوالے سے بات کی۔تو جناب اسپیکر! جو واقعات ہوئے ہیں دہشتگردی کے حوالے سے۔میں اپنی پارٹی کی جانب سے اپنی حکومت کی جانب سے انکی مذمت کرتا ہوں اور یہ شہر یہ وطن یہ علاقہ ہمارا ہے اسمیں دہشتگردی کی اور جس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں مسلسل، یہ فرقہ وارانہ شکل میں ہوں یا اسکی نوعیت دوسری ہو۔مَیں ان سب کی مذمت کرتا ہوں۔جناب اسپیکر! جہاں تک زمرک صاحب نے بات کی شاہرگ کے حوالے سے۔یہ ایسا واقعہ نہیں ہے۔دن بارہ بجے FC کی چار، چھ گاڑیاں گئی ہیں۔انہوں نے اسکو اٹھایا ہے۔اور انکے کہنے کے مطابق جہاں تک میری معلومات ہیں، آج تک اسکے خاندان کے لوگ اسکی تلاش میں ادھر اُدھر جا رہے ہیں لیکن اسکا کوئی پتا نہیں چلا ہے کہ وہ کہاں ہے۔تو جناب اسپیکر! اس قسم کے واقعات ہیں، ڈاکٹر مالک صاحب بیٹھے ہیں۔حکومت کی حیثیت سے، جناب! بات یہ

ہے کہ بات یہ کررہے ہیں کہ جو بھی مجرم جہاں ہے، اگر اُسکو پکڑنا ہے تو پہلی بات یہ ہے کہ forces کی یہ ذمہ واری ہے کہ وہ اپنی صوبائی حکومت سے اجازت لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو آدمی پکڑا جاتا ہے جس پر جو الزام ہو، جتنا بھی سنگین الزام ہو اسکو کورٹ میں پیش کیا جائے۔ عدالت میں پیش کیا جائے۔ عدالت جانے وہ جانے۔ یہ طریقہ کار سرے سے غلط ہے کہ آپ آدمی کو اٹھا لیتے ہیں اور اسکے بعد۔ rule of law کیا ہے؟ اُٹھانے کے بعد خاندان کو، گلی والوں کو علاقے والوں کو، کسی کو یہ پتا نہ ہو کہ وہ آدمی کہاں ہے۔ تو جناب اسپیکر! ہم یہاں ڈاکٹر صاحب سے اور ہم سب دوست جو ادھر بیٹھے ہیں، ہمیں اس بات کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے کہ جو بھی آدمی جہاں سے اٹھایا جاتا ہے اُس پر جو بھی الزام ہو جناب اسپیکر! اس کو عدالت میں پیش کیا جائے۔ Before the Court of Law. اور جو بھی الزام ہو، جسکی جانب سے ہو، وہ اس پر ثابت کرے۔ اور جو بھی سزا ہو، وہ اُسکو ملنی چاہیے۔ لیکن یہ طریقہ کار کہ آپ لوگوں کو اٹھائیں گے۔ اور اسکا پُرسان حال نہیں ہوگا۔ اور کوئی اسکے بارے میں نہیں پوچھ سکتا۔ یہ طریقہ کار قانونی نہیں ہے جناب اسپیکر! اسکے علاوہ، لوگ اغواء ہوئے ہیں۔ اغواء برائے تاوان کے groups پہلے بھی رہے ہیں اب بھی ہیں۔ سیکرٹریٹ کے ایک آفیسر کو اغواء کیا گیا ہے۔ آج تک اسکا پتا نہیں۔ اسکے علاوہ ڈاکٹروں کو اغواء کیا گیا تھا۔ میں نے آج بابت صاحب سے نہیں پوچھا ہے، ایک دن پہلے پٹی چلی تھی۔ جو لورالائی کے ڈاکٹر ز تھے، دو مہینے ہو گئے ہیں ابھی تک وہ بازیاب نہیں ہوئے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! حکومت کی حیثیت سے ہماری ذمہ واری بنتی ہے کہ ہم اِن چیزوں کو ٹھیک کریں۔ اور اپنی جو مشینری ہے، اسکو active کریں۔ اور وہ جو مشینری ہے جو لوگ کام نہیں کرتے ہیں اُنکو O.S.D بنادیں۔ وہ جا کر کے آرام سے گھر میں بیٹھ جائیں۔ اور جس نے کام کرنا ہے جس نے چوروں کے پیچھے جانا ہے، جس نے اغواء کاروں کے پیچھے جانا ہے جس نے فلانی ڈیوٹی سرانجام دینی ہے۔ یہ تنخواہیں جو گورنمنٹ کی جانب سے ہم دے رہے ہیں، ہمارا صوبہ دے رہا ہے۔ سارے عوام کی جیبوں سے ہم انکو پیسے دے رہے ہیں۔ وہ اسلئے نہیں دے رہے ہیں کہ بس وہ من مانی اور عیاشی کریں۔ تو جناب اسپیکر! مَیں اس floor پر آج یہ کہتا ہوں کہ جس کے علاقے میں مجسٹریٹ ہے، A.C ہے، D.C ہے، SHO ہے۔ جو واقعات ہو جاتے ہیں، وہ ذمہ وار ہیں۔ وہ ان کے پیچھے جائینگے۔ اغواء کاروں کے بارے میں بتا دیا جاتا ہے کہ گاڑی فلاں جگہ فلاں گھر میں کھڑی ہے۔ اور اس سے اسی، نوے لاکھ روپے کا سامان اُتار دیتے ہیں۔ اور دوسرے دن گاڑی کہیں کھڑی کر دیتے ہیں اور بتا دیتے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں جاتا۔ تو جناب اسپیکر! یہ حالت، یہ صورتحال، یہ برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس پر ہم action لیں گے اور واقعتاً action لیں گے۔ اور اس بنیاد پر ہم کسی کو معاف نہیں

کریں گے نہ کسی کو چھوڑیں گے۔تو میں اپنے دوستوں کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ حکومت کی حیثیت سے جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ہم انہیں انشاء اللہ پوری کریں گے۔ اور اپنی جو team ہے اور ہماری جو law implementation agencies ہیں، اُن سے ہم یہ کام لیں گے۔اور جو آدمی یہ کام نہیں کریگا، انکو ہم OSD بنا کے فارغ کردینگے۔فارغ کرنا، یعنی اُس ڈیوٹی سے۔stay لیگا۔stay عدالت ایسا نہیں دیتی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ OSD ہوگا پھر۔ فارغ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ چارج اُن سے لے لیں گے۔اور سروس سے فارغ کرنے کا طریقہ کار پھر اَور ہے۔اور اِن میں stages ہوا کرتے ہیں۔ بعد میں معطل کردیا جائے۔ معطل کرنے کے بھی stages ہیں۔ آپ پہلے OSD بنائیں گے۔ اگر اس نے دانستہ طور پر ذمہ واری پوری نہیں کی اس پر وہ معطل ہو جائیگا۔تو یہ چیزیں ہیں۔ یہ ایسی نہیں ہے کہ ایک دن میں ایک جو بات ہم کر رہے ہیں technical چیزیں ہیں۔اور technically ہمیں اسکے ساتھ جانا ہوگا۔تو یہ چیزیں ہیں۔ میں دوستوں کو ایک مرتبہ پھر یقین دہانی کراتا ہوں کہ یہ چیزیں ہمارے نوٹس میں ہیں۔اور انکو ٹھیک کرنا پڑیگا۔اور ڈاکٹر صاحب آج اس پر بولیں گے بھی۔اور اسکو ٹھیک کرنے کیلئے جوتگ ودو انہوں نے کی ہے۔ اور مزید اس پر وہ بولیں گے۔

جناب اسپیکر: جی Leader of the Opposition مولانا واسع صاحب! انکو اظہار کرنے دیں ڈاکٹر صاحب! پھر آپ سمیٹیں گے۔نواب ثناء اللہ نے بھی لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں کہا۔ کچھ میں ایسے واقعات کا ذکر کردوں۔صرف Leader of the House۔ آپکی غیر موجودگی میں اقلیت کے دو قتل ہوئے تھے۔ پھر ڈیرہ بگٹی میں بارود سے بھری تین لاشیں نکلی ہیں۔ان چیزوں کا نوٹس لیں کیونکہ پھر آپ ہی نے جواب دینا ہے، ذمہ داری بھی بنتی ہے حکمرانوں پر کہ وہ ان چیزوں کا جواب دیں۔جی مولانا واسع صاحب!

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں جناب غلام دستگیر بادینی صاحب کو اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُنکو اپنے عوام کے، اِس صوبے کے اور اس پسماندہ صوبے اور غریب عوام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ جناب اسپیکر! اجلاس، تو ظاہر بات ہے کہ رمضان ہے۔اور وقت بھی کم ہے افطاری کا وقت بھی قریب ہے۔جن جن واقعات کی طرف دوستوں نے اشارہ کیا یا ذکر کیا۔اور آپ نے CM صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ انکی غیر موجودگی میں جو واقعات ہوئے ہیں۔تو جناب اسپیکر! حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ آج اگر سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس صاحب کے remarks دیکھیں۔کہ ”حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں“۔

تو جناب اسپیکر! میری request یہ ہے کہ ان حالات میں ڈاکٹر صاحب ظاہر بات ہے کہ صوبے کے حالات خراب ہیں۔ لیکن توجہ طلب ہیں۔ مزید خراب ہونے سے بچانے کیلئے تو ہمیں کم ازکم کوشش کرنی چاہیے۔ جناب اسپیکر! گیلو صاحب، زیارتوال، زمرک خان اور دوسرے دوستوں نے خدائیداد روڈ، مسجد روڈ، ڈیرہ بگٹی، کوہلو اور دشت جتنے واقعات کی مذمت کی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ اب ایک نیا معاملہ اور بھی شروع ہوگیا ہے۔ یہ جو خفیہ قسم کے چھاپے لگ رہے ہیں سیکورٹی کے حوالے سے۔ وہاں مجسٹریٹ ہے نہ تحصیلدار ہے نہ AC۔ تو ان چھاپوں کے حوالے سے اب ڈاکوؤں اور اغواء کاروں نے ایک نیا طریقہ اختیار کیا ہے۔ جس گھر میں وہ داخل ہوتے ہیں تو گھر والوں سے یہی کہا جاتا ہے کہ ہم چھاپہ مارنے آئے ہیں۔ آپ لوگوں کی وہاں شکایت ہوئی ہے۔ آپ کے گھر میں اسلحہ ہے۔ لیکن آخر میں پتا چل جاتا ہے کہ یہ ڈاکو یا اغواء کار اس گھر سے کوئی بندہ اٹھا کے لے جاتے ہیں یا وہاں سے گاڑی لے جاتے ہیں یا سونا وغیرہ۔ تو جناب اسپیکر! یہ بہت خطرناک صورتحال شروع ہوگئی ہے۔ جناب اسپیکر! ہمارے مسلم باغ میں کرومائیٹ والوں کے دفتر میں رات تین بجے کچھ لوگ داخل ہوئے انہوں نے گیارہ بارہ بندوں کو دفتر کے اندر یرغمال بنا دیا۔ کہ ہم خفیہ اداروں کے لوگ ہیں۔ آپ لوگوں کے بارے میں شکایت ہوئی ہے۔ چار بجے وہاں سے وہ نکلے ہیں گاڑیاں وغیرہ سب کچھ ساتھ لے گئے۔ وہ لوگ اُن پر فائر بھی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ ہم سرکار کے لوگوں سے لڑیں گے تو ہمارا کیا بنے گا۔ یہ بہت خطرناک صورتحال ہمارے علاقوں میں شروع ہوگئی ہے۔ تو جناب اسپیکر! اب ہمارے قبائلی لوگ اپنے دفاع کیلئے تو کوئی بندوق کوئی چیز تو رکھتے ہیں وہ تو کر سکتے ہیں۔ اب وہ حیران ہیں اگر اپنا دفاع کروں تو یہ سرکار کے لوگ ہونگے یہ سیکورٹی کے لوگ ہونگے۔ اگر دفاع نہ کروں تو یہ ڈاکو اور اغواء کار ہونگے۔ تو یہ معاملات بہت خطرناک صورتحال اختیار کر گئے ہیں۔ لہٰذا ڈاکٹر صاحب اِن حالات کی۔ اور حکومت یہ فیصلہ کرلے کہ جو بھی سیکورٹی ادارے ہیں۔ وہ اس علاقے کے اسسٹنٹ کمشنر، تحصیلدار اور D.C کے بغیر وہاں کوئی کارروائی نہ کریں۔ جناب اسپیکر! ان کو منع کردینا چاہیئے۔ اب کسی کو پتا نہیں چلتا ہے کہ یہ سیکورٹی کے لوگ ہیں یا اغواء کار ہیں یہ مجھے قتل کرنے کیلئے آئے ہیں یا میرے گھر کی تلاشی لینے کیلئے آئے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں ڈاکٹر صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اور مَیں سمجھتا ہوں کہ over all امن وامان کے حوالے سے، رمضان کے بعد باقاعدہ ایک سیشن رکھ لیتے ہیں۔ حالات خراب ہیں اگر کوئی کہے کہ ٹھیک ہیں۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب یا اس side یا اُس side کے لوگ کوئی بھی حالات ٹھیک کرنے کی بات نہیں کرتا ہے لیکن اب جب ٹھیک نہیں ہیں تو کس طرح ٹھیک کر سکتے ہیں؟ اِس پر بحث کرنے کی ضرورت ہے، اِس پر تجاویز

اور اِس پر اِن لوگوں کو اپنے گھیرے میں لانے کی ضرورت ہے۔ جو لوگ اپنے آپ کو خودمختار سمجھتے ہیں۔ وہ کسی حکومت اور کسی بھی ادارے کے سامنے اپنے آپکو جوابدہ نہیں سمجھتے ہیں۔ جب تک ان لوگوں کو آپ اس House کے ان عوامی نمائندوں کے اختیارات کے اندر نہیں لاتے۔ تو جناب اسپیکر! اس قسم کی افراتفری کے عالم میں جیسا کہ ایک وقت افغانستان میں تھی۔ اب ہماری حالت اس طرح ہوگئی ہے کہ ہر خطہ کے حالات وہ اپنے اپنے طریقے سے deal کرتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! پہلے ہمارے لکپاس side کے علاقوں میں حالات خراب تھے آٹھ دس سال سے۔ اب ہمارے شمالی علاقوں کی طرف خراب ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ اس قسم کے اثرات مزید نمودار ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! اس پر ہم ڈاکٹر صاحب سے request کرتے ہیں۔ جیسا کہ نواب ثناءاللہ صاحب نے کل پریس کانفرنس کی تھی کہ لوگ اب ڈویلپمنٹ چاہتے ہیں نہ کوئی نوکری بلکہ امن چاہتے ہیں۔ کہ اپنے گھر میں اپنے بچوں کے ساتھ اچھی طرح رات گزار کے اور خیریت سے اپنے گھر میں رہیں۔ یا خیریت سے اپنے گھر پہنچیں۔ ایک مرتبہ پھر میں بادینی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وَآخِرُ الدَّعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبَّ الْعَالَمِیْن۔

جناب اسپیکر: نواب ثناءاللہ صاحب! On behalf of your party, please.

نواب ثناءاللہ خان زہری (صوبائی وزیر): شکریہ جناب اسپیکر! کیونکہ روزہ بھی ہے، سیشن بھی لمبا ہو گیا اور کچھ معاملات واقعات بھی ہوئے تھے۔ مَیں نے غلام دستگیر صاحب کو تو مبارکباد دی۔ اور جس طرح ہمارے دوستوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب یہاں موجود نہیں تھے، لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے رحیم زیارتوال اور آغا علی رضا صاحب نے کہا کہ یہاں جو لاء اینڈ آرڈر کے معاملات ہیں۔ اصولاً تو یہ ہوتا ہے کہ حکومت ہماری ہے، ہم کس سے کہیں۔ لیکن چونکہ سب اس پر بات کررہے ہیں اگر مَیں اپنی پارٹی کے behalf پر بات نہ کروں تو مناسب نہیں ہوگا۔ اور ضروری ہے ہمیں بات کرنی چاہیے۔ پچھلے دنوں ایک واقعہ ہوا، یہاں ڈاکٹر صاحب شاید اس وقت موجود تھے۔ ہماری ہزارہ برادری کے بیس، پچیس افراد شہید ہوئے۔ اُسکے بعد کوئٹہ میں حالات بدستور روز بروز خراب ہوتے گئے۔ پرسوں پھر ایک اور واقعہ ہوا۔ یہاں ہزارہ برادری کے جو تاجر تھے وہ وہاں سے اپنے گھر افطاری کرنے کیلئے جارہے تھے۔ پھر انہیں ambush کیا گیا۔ پھر اُسکے شاید reaction میں پتا نہیں کس نے جاکے وہاں کسی عالمِ دین کو ماردیا۔ جس طرح گیلو جان نے کہا کہ دَشت میں اُنکا واقعہ ہوا۔ پھر انہوں نے ہمارے علم میں وہ بات لے آئی۔ لیکن جناب اسپیکر! ہم اسے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی کہتے ہیں ور پھر روتے بھی ہیں کہ کہاں کیا ہوگیا؟ کہاں کیا ہوا؟ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ forces کو بے لگام کردیا جائے۔

جس طرح گیلو صاحب نے کہا کہ ایک جوڈیشل انکوائری ہوتا کہ دودھ کا دودھ، پانی کا پانی ہو جائے۔ لیکن ہمیں پھر law enforcement agencies کی بھی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ اگر ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر اسی طرح تنقید کرتے رہیں گے کہ جی وہاں زیادتی ہوئی۔ وہاں کیا ہوا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر یہ معاملات اُسی طرح پچھلی طرف چلے جائیں گے اور یہاں جولاء اینڈ آرڈر کو خراب کرنے والے لوگ ہیں۔ اور جو یہاں معصوم لوگوں کی آڑ لیکر لاء اینڈ آرڈر کو خراب کرتے ہیں، اُنکی حوصلہ افزائی ہوگی۔ اور پھر وہی انکی پرانی روش، اُس پر وہ چلنے لگیں گے۔ تو ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہمیں بیٹھنا چاہیے ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح زمرک بھائی نے اسکی نشاندہی کی۔ لیکن آیا ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ کوئی بھی آدمی مسلم لیگ کی آڑ لے کے۔ فرض کریں میرا کوئی کارکن خضدار میں ہے یا کہیں پر ہے، تو مجھے اس پر نظر رکھنی چاہیے کہ کیا یہ میری پارٹی کی Umbrella میں ہے under the umbrella تو یہ کوئی اور غلط کام تو نہیں کر رہا ہے؟ اور اس طرح ہو رہا ہے۔ بہت سارے ایسے معاملات ہیں جس پر ہمیں نظر رکھنی ہوگی۔ ہم اور ہماری ایجنسیاں سب نے مل کے۔ اُنہوں نے ہم سے تعاون کرنا ہے ہمیں اُن سے تعاون کرنا ہوگا۔ پھر ہم اس صوبے کو امن دے سکیں گے۔ مولانا صاحب! میری بات سنیں۔ آپ امن کی بات کر رہے ہیں آپ میری بات سُنیں۔ جس طرح مولانا صاحب نے کہا کہ یہاں جناب اسپیکر! مَیں آپکو حقیقت بتا تا ہوں۔ کہ عوام میں سے ہیں۔ اور ہمیشہ۔ آپ بھی ایک قبائلی معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ قوم کا جو سردار ہوتا ہے، وہ اپنے قبیلہ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اور قبیلہ کی غم، خوشی، دکھ، دَرد، سب کا اُسکو پتا ہوتا ہے۔ even اِس حد تک کہ کسی کے گھر میں بیٹا پیدا ہوتا ہے۔ اُسکا بھی وہ آ کے سردار کو احوال دیتا ہے کہ جی! ہمارے گھر میں یہ خوشی ہوئی ہے اور ہمیں یہ خوشی ملی ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہاں آج بلوچستان کی جو situation ہے، جس طرح کل پرسوں میں نے پریس کانفرنس کی تھی۔ مولانا صاحب نے کہا۔ ہمارے دوسرے ساتھی بیٹھے ہیں۔ یہاں بلوچستان کی ابھی یہ حالت بن گئی ہے کہ یہاں کے عوام کچھ بھی نہیں مانگتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے۔ ہمیں نالیاں چاہیے نہ ہمیں نوکریاں چاہیے نہ ہمیں روڈ چاہیے۔ ہمیں صرف امن چاہیے۔ ہمارے بچے جب اسکول جانے کیلئے نکلتے ہیں تو مائیں دروازوں پر بیٹھی تڑپ رہی ہوتی ہیں کہ ہمارے بچے خیریت سے واپس آئینگے یا نہیں مرد حضرات اپنے گھروں سے نکلتے ہیں، کاروبار کیلئے، نوکری کیلئے۔ دیہات سے شہروں کی طرف جاتے ہیں۔ سارے کا سارا گھر پریشان ہوتا ہے۔ کہ آیا وہ خیریت سے گھر پہنچے گا یا اُسکی لاش پہنچے گی۔ یا کوئی unknown number سے کوئی call آئیگا کہ جی! آپ اتنے لاکھ دے دیں۔ ہم نے آپکے گھر کے سربراہ کو اغواء کیا ہے۔ تو ہر حوالے سے، دہشتگردی کے حوالے سے بھی اگر ہم دیکھیں

جناب اسپیکر! ہم روز بروز دہشتگردی میں گرتے جارہے ہیں۔ ہم اِس سے نکلنے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے ہیں ۔تو ہمیں دہشتگردی کے حوالے سے کوئی compromise نہیں کرنا ہوگا۔ میں برملا کہتا ہوں میرے علاقے میں اگر کوئی دہشتگردی کرتا ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کو fully mandate دیتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب! آپکو اختیار ہے، آپ جائیں اسکے خلاف کارروائی کریں۔لیکن جس طرح گیلا جان نے کہا کہ اسکی تہہ تک جانا چاہیے اسکی تحقیقات ہونی چاہیے۔ وہ اگر گناہ گار ہے، تو کوئی خوش ہو چاہے ناراض ہو۔ اسکو سزا ملنی چاہیے۔ جناب اسپیکر! اگر ہم آج سزا اور جزا، یہ طریقہ اختیار نہیں کرینگے تو میں آپکو لکھ کر دوں گا جناب اسپیکر! ہم آگے ایک ایسے معاشرے کو جنم دینگے، یہاں پھر ملکِ شام کی خانہ جنگی کو بھی آپ بھول جائینگے۔ مصر میں تو لوگ پرامن طریقے سے احتجاج کر رہے ہیں ۔لیکن جس طرح لیبیا میں لوگوں نے ہتھیار اٹھایا ہے۔ جس طرح آج شام میں لوگ ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ civil war ہورہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہاں بلوچستان کے لوگوں کو انصاف نہ ملا اور لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے ہم ناکام رہے۔تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر لوگ خود ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہو جائینگے۔ جناب اسپیکر! اس حوالے سے مَیں یہ کہتا ہوں یہاں ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں لاء اینڈ آرڈر پر کوئی compromise نہیں کرنا چاہیے۔لیکن ہمیں اپنی law enforcement agencies جو لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرتی ہیں۔ انہیں یہ کہنا چاہیے کہ جو نہتے لوگ ہیں انکو پکڑ کر لائیں انکا trial کریں۔ اگر انہوں نے کوئی جرم کیا ہے اس جرم پر، جیسے پہلے میں نے عرض کیا کہ کوئی compromise نہیں ہونا چاہیے۔لیکن یہ ہے کہ کرتے کوئی اور ہیں اور خانہ پُری کیلئے غریب لوگوں کو لے جاکے وہاں مارتے ہیں۔تو اس پر ہمیں نظر ثانی کرنی ہوگی۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ یہاں مختلف parties ہیں۔ انکی آڑ میں لوگ جناب اسپیکر! یہاں کوئی میری party کا ممبر بن کے یہاں دہشتگردی، چوری ڈکیتی اور اغوا برائے تاوان کے واقعات اور بہت سارے معاملے مسئلے ہیں، اِن میں involved ہوتے ہیں۔ بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو پکڑے گئے ہیں، جن کی جیبوں سے سابقہ MPA's کے کارڈز نکلے ہیں، منسٹروں کے کارڈز نکل آتے ہیں۔ پارٹیوں کے ممبر شپ کارڈز نکل آتے ہیں۔تو پھر دیکھیں جی! جب ہم اس طرح کرینگے کہ میں کہونگا کہ جی! یہ میرا کارکن ہے، یہ فلاں پارٹی کا کارکن ہے۔تو پھر ہم ڈاکٹر مالک کو blame نہ دیں۔ کہ جی وہ لاء اینڈ آرڈر کو maintain نہیں کر سکتے ہیں۔ پھر وہ جتنا بھی زور لگالیں۔ دیکھیں جناب اسپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں، ہم سب بیٹھے ہیں یہاں اسمبلی میں جس طرح میں نے عرض کیا کہ ڈاکٹر مالک کے پاس اللہ دین کا چراغ نہیں ہے۔ اس سے پہلے انکے جو پیشرَو تھے۔ جو یہاں

سے چلے گئے ہیں۔وہ compromise کر کے لاء اینڈ آرڈر کو maintain نہیں کر سکے۔اگر ڈاکٹر مالک نے بھی اسی طرح لاء اینڈ آرڈر پر compromise کیا تو میں یہ کہتا ہوں کہ ان کا بھی وہی حشر ہوگا جو پرانوں کا ہوا ہے۔تو جناب اسپیکر! آج چونکہ روزہ بھی ہے مختصراً اس پر جیسے رحیم زیارتوال اور مولانا صاحب نے کہا کہ لاء اینڈ آرڈر پر ایک خصوصی سیشن ہم بلائینگے۔اس پر ہمیں بولنا چاہیے۔تو میں ایک بار پھر جو کوئٹہ میں واقعات ہوئے ہیں۔ہماری ہزارہ برادری کے ساتھ جو واقعات ہوئے ہیں۔جس طرح آغا محمد رضا نے کہا اور پھر اسکے reaction میں عالم دین مارا گیا۔پھر اسکے بعد ہرنائی میں جو واقعہ ہوا ہے۔انکی تہہ تک جانا چاہیے۔انکی تحقیقات ہونی چاہیے۔جو بیگناہ ہیں ان کو رہا کیا جائے۔اور جو اصل ملزمان ہیں انکو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔thank you جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: thank you۔حامد اچکزئی صاحب! please بہت مختصر کریں۔پھر ڈاکٹر صاحب نے سمیٹنا ہے۔

میر سرفراز احمد بگٹی: جناب اسپیکر! یہ جو بہت انسانیت سوز واقعہ ہوا ہے، مجھے اسکو بیان کر لینے دیں۔مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں اخبار سب نے پڑھا ہے۔اور ٹی وی پر بھی دیکھا ہے۔

میر سرفراز احمد بگٹی: وہاں کوئی bomb disposal squad نہیں ہے۔ہم نے بار بار وہاں ڈی پی او، ڈی سی اور ایف سی والوں سے کہا ہے۔لیکن وہاں جو اُنکے جسم پر بارُود باندھا گیا تھا۔اُنکو defuse کرنے کی اُنکے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔انکو بارُود سمیت دفنایا گیا۔آج ایک قبر میں پھٹا ہے۔تو یہ ایک انسانیت سوز واقعہ ہے ،پھر لوگ کہتے ہیں ''کہ ناراض بلوچ ہیں''۔وہ terrorist ہیں۔اور اُنہوں نے قبول کیا ہے BRA نے قبول کیا ہے۔ہم بھی کہتے ہیں کہ dialogue کرنا ہے۔تو dialogue سے پہلے خدارا! جنگ بندی تو کروا دیں۔یہ مزدور لوگ تھے جن کو قتل کیا گیا ہے۔پورے بلوچستان میں قتل و غارت کا بازار اسی طرح گرم ہے۔اور مجھے پتا ہے BRA کے جو camps ہیں، فراری کیمپس وہ سب کے سامنے ہیں۔ہم قبائلی لوگ ہیں۔میں ڈاکٹر صاحب کو نشاندہی کرنے کیلئے تیار ہوں۔جن کیمپوں نے یہ کارروائی کی ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم اُنکے خلاف کارروائی کریں۔ناں کہ بیٹھ کے ہم ''ناراض بلوچ'' کی رَٹ لگائے رکھیں۔شکریہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر حامد صاحب!

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! قلعہ عبداللہ، سید حمید سے ژڑہ بند تک open وہ لگا ہے،

پرائیویٹ لوگ ہیں، ڈرگ مافیا ہے۔ اُن کے اپنے dense ہائی وے پر ہیں، انٹرنیشنل ہائی وے ہے۔ ہر چلتی پھرتی گاڑی سے ٹیکس لیتے ہیں، بشمول فروٹ کے، بیس، بیس، تیس، تیس، چالیس، چالیس ٹرک کھڑے ہوتے ہیں یونین کے نام پر کہ جی! ''ہم لوگوں کی یونین ہے''۔ یہ تمام fraud ہے۔ اِن سے ہماری جان خلاصی کراؤ۔ کوئی بھی باشعور بندہ آپ بولیں چلو بھائی! کرایہ دیں گے ہمارے ساتھ قلعہ عبداللہ چلیں تو وہ انکار کریگا۔ چمن چلو وہ انکار کریگا۔ پرائیویٹ لوگ اسمیں لگے ہوئے ہیں، ایجنسیاں اُنکے ساتھ ہیں۔ دوسری request آپ سے ہے جناب اسپیکر! آپکی آشیرباد سے اوراس معزز ایوان کے تمام ارکان اور پارٹیوں کے اُس سے، مادری زبانوں میں یہاں بولنے کی اجازت ملی۔ جو مبارکباد کے لائق ہے۔ اس کیلئے آپکو میں گوش گزار کرنے کی، کہ کوئی تیاری، کوئی ہل چل، کوئی ٹریننگ، کوئی ترجمان کے بندوبست کے chances ابھی ہیں یا نہیں؟

جناب اسپیکر: جی بالکل ارادہ ہے کمیٹیاں بنائینگے۔ اختیارات بڑھتے جائینگے۔ تو یہ پوسٹیں advertise ہونگی۔ ایک system کے تحت ہمیں کرنا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: دوسری بات یہ ہے، ہم سب لگے ہوئے ہیں، کرپشن، کرپشن۔ کرپشن کو دُور کرنا ہے۔ ڈاکٹر کو معطل کرتے ہیں، ٹیچر کو معطل کرتے ہیں۔ سیاسی لوگوں کو تو ویسے بھی الزام دیتے ہیں کہ جی یہ سب خدانخواستہ کرپٹ ہیں۔ اور یہ ہے۔ لیکن یہ جو ہم legal corruption کررہے ہیں۔ جی پرسنٹیج۔ بیوروکریسی کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ پرسنٹیج کوئی اپنی مرضی سے set کرتا ہے۔ کوئی ڈیپارٹمنٹ اپنی مرضی سے set کرتا ہے۔ یہ اِس صوبے کے اوراس صوبے کے معصوم عوام کے ٹیکس کے پیسے ہیں۔ اِنکو بچانے کی کوئی ترکیب۔ آپکے through ہم چیف منسٹر سے request کرتے ہیں۔ چیف سیکرٹری نہیں ہیں۔ یہاں تک ہم لوگ خدانخواستہ کرپشن کے دریا میں بہہ رہے ہیں کہ اس سے منڈی میں بھی اُتار چڑھاؤ ہے۔ کبھی ڈیپارٹمنٹ، فلاناں اتنا پرسنٹیج چارج کریگا۔ دوسرا یہ چارج کریگا۔ پچھلی حکومت کے لوگ ناراض نہ ہوں۔ ایسے معاملے شروع ہوئے کہ ٹھیکیدار ٹھیکہ لیتا ہے ایم پی اے سے، ایم این اے سے، فلانے سے کہ جی! پرسنٹیج اتنا دو، ٹھیکہ بھی میں لے کے دونگا۔ پیسے بھی میں release کرواؤنگا۔ ٹھیکیدار، ٹریژری سیکرٹری اور فلانے سیکرٹری سے پیسے بھی اپنی مرضی پر release کراتا ہے۔ یہ اگر laws legalize ہیں، تو ٹھیک ہے ہم چُپ ہوجائینگے۔ اور اگر اسکو کسی حد تک legalize کرنا ہے۔ وہ حد set کی جائے۔ یہ ہماری بدنامی ہے۔ اور انسانیت کی تضحیک ہورہی ہے۔ کہ جی! بڑے بڑے پارسا، پاک، صاف، تعلیم یافتہ، 20 گریڈ، 21 گریڈ، اچھی اچھی تنخواہیں لگی ہیں۔ tax-paid کے پیسوں کی چوری چکاری کیلئے۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ڈاکٹر صاحب! Please take the floor. کیونکہ سمیٹنا بھی ہے آپ نے باتیں بھی سن لی ہیں۔ایک وقفے کے بعد ملاقات ہوئی ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (قائد ایوان): شکریہ اسپیکر صاحب!مَیں سمجھتا ہوں کہ آج جو دستگیر صاحب کو حلف لینے کیلئے آپ نے اجلاس بلایا۔ہم اسکو مبارکباد پیش کرتے ہیں، پارٹی کی طرف سے،حکومت کی طرف سے۔ جو دوستوں نے باتیں کیں،اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت We are in a conflict zones. We are facing a conflict in the shape of terrorisms.سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت نے کیا کیا ہے؟مَیں بالکل یہ سمجھتا ہوں کہ ہم ہزارہ ٹاؤن کے حادثے کو تو روک نہیں سکے۔ہم بولان میڈیکل کالج کے حادثے کو روک نہیں سکے۔ہم وومن یونیورسٹی کے حادثے کو روک نہیں سکے۔لیکن ضرور ہم نے یہ محسوس کروائی اپنے بھائیوں کو کہ ہم یہیں موجود ہیں۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے)وومن یونیورسٹی کا جو واقعہ ہوا،مَیں اور زیارتوال اپنی team کیساتھ پانچ گھنٹے تک، ہر دس منٹ کو ہم monitor کررہے تھے۔یہ واقعہ ہوا مَیں اور زیارتوال اسلام آباد میں تھے۔دوسرے دن ہم آکر سیدھا اپنے بھائیوں کے پاس گئے۔ دوسرے دن ملک کے وزیراعظم میاں نواز شریف صاحب اپنی team کے ساتھ نواب ثناء اللہ ہم سب وہاں گئے لوگوں سے ملے۔باقی ایک مسئلہ ہے جس کو address کرنے کی ضرورت ہے۔یہ multiple dimensions ہیں۔ہم dimension کو بھی سمجھتے ہیں۔ایک عرض کرتا جاؤں کہ اسمیں شک نہیں ہے کہ اغوا ہورہے ہیں۔لیکن یہ ابھی کوئی نہیں کہہ رہا ہے کہ جی!اغوا کاروں میں وزراء یا ایم پی اے ملوث ہیں۔یہ ایک تبدیلی آگئی ہے۔اور مَیں اِس floor پر ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اب تک ہم نے، بہت سے اغوا ہوئے ہیں،اُنکو ہم daily basis پر، ہر تین دن کے بعد مَیں خود لاء اینڈ آرڈر کی میٹنگ بُلا تا ہوں۔اور especially جو اغوا کے cases ہیں،اُنکو مَیں خود follow up کررہا ہوں۔آج بھی نصیر آباد میں ہم نے لوگ recover کیے ہیں۔یہاں کوئٹہ میں ہم نے recover کیے ہیں۔تربت میں ہم نے recover کیے ہیں۔جو کبھی لوگ سوچ نہیں سکتے تھے۔مَیں ذمہ داری کے ساتھ یہ statement دے رہا ہوں۔لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ قلعہ عبداللہ سے اغوا ہوا ہے۔جو ہمارے بھائی ہیں بابت لالہ، جو ڈاکٹر ز اغوا ہوئے ہیں۔لیکن ہم اُس پر پورا، مطلب ہم نے وہ break down کیئے ہیں جو کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ وہاں ہوگا۔مَیں ایسی باتیں نہیں کررہا ہوں مسٹر اسپیکر صاحب! اس وقت واقعی ہم لاء اینڈ آرڈر کو face کررہے ہیں۔مَیں سمجھتا ہوں کہ یہاں اب پولیس نے جو کارکردگی دکھائی ہے، وہ بہت بہتر ہوا ہے۔

آپ سوچیں کہ کچھ عرصہ پہلے سریاب جانا، ایک علاقہ غیر تھا۔ یونیورسٹی کو تو کوئی cross ہی نہیں کر سکتا تھا۔ آج وہاں بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے کئی ایسے جو drugs dealers تھے، اُنکو ہم نے پکڑا ہے۔ جو چور تھے اُنکو ہم نے پکڑا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ہم آپکو، اس ایوان کو ایک مکمل، اپوزیشن کو مل بیٹھ بٹھا کر لا اینڈ آرڈر پر ایک comprehensive بریفنگ دینگے کہ ہم نے کیا achieve کیا ہے۔ مسٹر اسپیکر صاحب! یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہم ہر ڈپٹی کمشنر کو watch کر رہے ہیں۔ جو ڈپٹی کمشنر غیر حاضر ہے، اب تک ہم نے ایک ڈپٹی کمشنر اور دو اسسٹنٹ کمشنروں کو suspend کیا ہے۔ ہم انکو watch کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنے حوالے سے vigilance کمیٹیاں بنائی ہیں۔ مسٹر اسپیکر صاحب! جو پولیس والے، مَیں نام نہیں لیتا ہوں۔ پچاس، پچاس لاکھ روپے ایک مہینے کا جو ہے ناں بھتا تھا۔ جو یہاں کے ذمہ دار لوگوں کو دیتا تھا۔ اُس پولیس والے کو، جونہی ہمارے نوٹس میں آتا ہے۔ چاہے اسکا قد جتنا بڑا ہو۔ چاہے اسکا سفارشی جتنا ہو، ہم اُنکو نکال رہے ہیں۔ ہم compromises نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن ایک بگڑا ہوا معاشرہ ہے۔ ہم مشکل حالات میں ہیں۔ مَیں اسکو admit کرتا ہوں۔ لیکن ان مشکل حالات سے ہم اور آپ سب مل کر، پولیس اور دوسرے اداروں کے ساتھ مل کر کوشش کریں گے بلوچستان کو نکالیں گے۔ مَیں آپکو assure کراتا ہوں۔ جیسے میرے دوست گیلو صاحب نے کہا یہ اُسکا perception ہے۔ دوسرا perception یہ ہے کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ وہاں کچھ لوگ چھپے ہوئے ہیں۔ مختلف پارٹیاں بنائی گئی ہیں۔ وہاں جب پہنچے تو وہاں سے فائرنگ ہوئی۔ جب دوسری جانب سے فائرنگ ہوئی۔ تو وہ ایک آدمی جو مارا گیا۔ F.I.R اُسکے نام پر درج تھی۔ دو بندوں کو recover کیا ہے۔ جو لیویز کے چھینے ہوئے تھے۔ کیونکہ یہاں مَیں بیٹھا ہوں، بڑی سنجیدگی سے مجھے سچ کہنا ہے۔ اسکے باوجود دوست آئے، اُنکے عزیز آئے۔ مَیں نے کہا بالکل اگر آپ سمجھتے ہیں۔ جو بھی آپکا مطالبہ ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ پولیس نے زیادتی کی ہے۔ ہم اُس زیادتی کا بالکل ازالہ کریں گے۔ جو بھی ہم نے جوڈیشل کمیشن بنایا ہے۔ اُسکو ہم جوڈیشل کمیشن کے ذریعے، مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی پولیس والا کسی بھی انسان سے، کسی بھی پاکستانی سے، کسی بھی بلوچستانی سے زیادتی کی۔ اُس کو ہم سزا دیں گے۔ جو جوڈیشل رپورٹ آئیگی، مَیں اسکو یہاں table کروں گا۔ جو بھی حقیقت ہوگی وہ سامنے آئیگی۔ اسکے ساتھ ساتھ مَیں آپ سے ایک اور عرض کر لیتا ہوں کہ، دیکھیں تھوڑا سا compare کریں۔ کوئٹہ میں جو situation پہلے تھی اب کیا ہے؟ مَیں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ہم میں خامیاں نہیں ہیں۔ پولیس میں بہت خامیاں ہیں۔ پولیس کو reform چاہیے۔ لیکن ایسے بھی پولیس والے ہیں، مَیں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اگر اُس دن بولان میڈیکل کالج میں C.C.P.O

زبیر جو ہے ناں اپنی جان سے نہیں کھیلتا، تو شاید تیس آدمیوں کی بجائے، جو 14 میگزین ہمیں ملے تھے۔ ہر میگزین میں 30 گولیاں تھیں۔ پھر آپ گن لیتے کہ کتنی لاشیں ہوتیں۔ مَیں یہ کہتا ہوں کہ یہ اُس باجرأت پولیس افسر کا کمال تھا یہ اُس ڈپٹی کمشنر کا کمال تھا، یہ ان law enforcement ایجنسیوں کا کمال تھا۔ جن لوگوں کو شہادتیں نصیب ہوئی ہیں۔ لیکن باقی لوگوں کے جو ہے ناں، وہ ایک عجیب صورتحال تھی۔ اُدھر سے وہ چھتوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ اِدھر سے لوگ ہیں۔ اس دوران پولیس کو rescue کرنا تھا۔ اُنکا مقابلہ بھی کرنا تھا۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ کام کر رہے ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اُنکو آپ credit دے دیں۔ جو چور ہے اُسکو چور کہیں۔ جو بدمعاش ہے اُسکو بدمعاش کہیں۔ اگر کوئی بھی ذمہ دار شخص، چاہے وہ پولیس والا ہو، چاہے وہ parliamentarians ہوں، جو بھی بلوچستان کی پُرامن فضاء کو، جو بگڑی ہوئی ہے، اسکو مزید خراب گا۔ وہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا ہوں کہ تمام ڈپٹی کمشنرز، تمام اسسٹنٹ کمشنرز ٹھیک ہیں۔ لیکن لوگوں کو یہ احساس ہو رہا ہے کہ یہاں ایک حکومت ہے، جو عوام کی والی وارث ہے۔ مسٹر اسپیکر صاحب! کوئی بھی سیکرٹری 9 بجے نہیں آتا تھا۔ ہم بیٹھے ہوتے ہیں، ہم سب کو 9 بجے صبح ٹیلیفون کرتے ہیں۔ کہ ڈپٹی کمشنر آیا ہے یا نہیں۔ اب واشک میں جو نمائندہ بیٹھا ہوا ہے۔ وہ مہینوں سے نہیں آتا تھا۔ لیکن ہم نے ایک ڈپٹی کمشنر اور دو اسسٹنٹ کمشنروں کو suspend کیا۔ اِس سے اندازہ ہوا کہ یہاں کوئی سرکار موجود ہے۔ مَیں ابھی یہ نہیں کہتا ہوں کہ سب پر میرا command ہے۔ نہیں، لیکن ہم مل کر ایک ایسا command and control system develop کرینگے، جو عوام کو امن دے سکیں۔ corruptions کے لئے ہم ایک کمیٹی constitute کر رہے ہیں۔ جو corruption کا جائزہ لے گی۔ جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ اسمیں آپکی in put ہوگی۔ Parliamentarian کی ایک in put ہوگی۔ ماہرین کی in put ہوگی۔ اسکے بعد جا کر ہم آپکو بتا دیں گے کہ اس وقت کیا صورتحال ہے۔ مَیں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ جی یہ coalition parties جو اس وقت گورنمنٹ کر رہی ہیں، یہ بڑی ذمہ داری سے، ہم اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ ہم اپنی پولیس اور اپنی لیویز کو reorganize کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم federal forces کا کم سے کم سہارا لیں۔ اور مَیں آپ دوستوں سے بھی گزارش کروں گا، جہاں کہیں آپ نے کمزوری دیکھی۔ بالکل آپ point out کریں۔ کیونکہ آپکی تنقید سے ہم اپنی رائے تعین کرینگے۔ اور وہ رائے، شاید اِس بدقسمت عوام کو کچھ relief دے سکے۔

Thank you very much. جی۔

جناب اسپیکر: Thank you جی۔اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 7 بجکر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

"ختم شد"